۸ شعبان المعظم ۱۴۴۱ھ کو ہونے والے مدنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ

ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنّت (قسط:136)

صفوں میں کھڑے بچوں کو پیچھے کھینچنا کیسا؟



ملفوظات:

شیخِ طریقت، امیرِ اہلِ سنّت، بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال

محمد الیاس عطّار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ط

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

صَفوں میں کھڑے بچّوں کو پیچھے کھینچنا کیسا؟[1]

شیطان لاکھ سُستی دِلائے یہ رِسالہ (۲۳صفحات) مکمل پڑھ لیجیے اِنْ شَآءَ اللّٰہ معلومات کا اَنمول خزانہ ہاتھ آئے گا۔

دُرُود شریف کی فضیلت

قِیامت کے دن کسی مسلمان کی نیکیاں میزان میں ہلکی ہو جائیں گی تو سرورِ کائنات، شاہِ موجودات صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایک پرچہ اپنے پاس سے نکال کر نیکیوں کے پلڑے میں رکھ دیں گے تو اس سے نیکیوں والا پلڑا وزنی ہو جائے گا! وہ مسلمان عرض کرے گا کہ میرے ماں باپ آپ پر قُربان آپ کون ہیں؟ حضورِ اَکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فرمائیں گے: میں تیرا نبی "محمد" ہوں اور یہ تیرا وہ دُرُودِ پاک ہے جو تو نے مجھ پر پڑھا تھا۔[2]

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی

کوئی کمی سَرْوَرا تم پہ کروڑوں درود (حدائقِ بخشش)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

صَفوں میں کھڑے بچّوں کو پیچھے کھینچنا کیسا؟

سُوال: مَسجد میں بعض اوقات بچے صفوں کے درمیان کھڑے ہو جاتے ہیں تو لوگ اِن کو نامُناسب طریقے سے پیچھے کھینچ لیتے ہیں حالانکہ وہ نماز کی نیت باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں، اس حوالے سے کچھ ارشاد فرمادیجیے۔

جواب: لوگ اِن بچوں کو پیچھے کھینچ لیتے ہیں اور کہتے ہیں "بیٹا! آپ پیچھے کھڑے ہوں" حالانکہ اِس نے نِیّت باندھی

---

1 ...... یہ رِسالہ ۱۸ شَعبانُ الْمُعَظَّم ۱۴۴۱ھ بمطابق 11 اپریل 2020 کو ہونے والے مَدَنی مذاکرے کا تحریری گلدستہ ہے، جسے اَلْمَدِیْنَۃُ الْعِلْمِیَّۃ کے شعبے "ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت" نے مُرتَّب کیا ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

2 ...... موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب حسن الظن باللّٰہ، ۱/ ۹۲، حدیث: ۷۹ ملخصاً۔

ہوئی ہوتی ہے۔[1] عوام کو مَسائل کا اِدراک نہیں ہے اِن کو مَسائل سیکھنے چاہئیں۔ اِن لاک ڈاؤن کے دِنوں میں تو کافی وقت ہوتا ہے اِس میں کم از کم دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والا سات دِن کا "فیضانِ نماز کورس" کرلینا ہی چاہیے۔ یہ کورس آن لائن بھی کروایا جاتا ہے اور صرف ایک گھنٹے کی کلاس ہوتی ہے۔ اِسی طرح مکتبۃُ المدینہ کی کتاب "نماز کے احکام" کا مُطالعہ کریں اس سے بھی نماز کے بہت سارے مَسائل سیکھ لیں گے، اس کتاب میں وُضو کا طریقہ، غُسل کا طریقہ، نماز کا طریقہ، مُسافر کی نماز، فیضانِ نماز اور فیضانِ جمعہ وغیرہ کُل 12 رسائل شامل ہیں۔ گویا یہ معلومات کا خزانہ ہے اس کو پڑھیں گے تو آپ کی آنکھیں کُھل جائیں گی، یہ کتاب دعوتِ اسلامی کی ویب سائٹ پر بھی موجود ہے وہاں سے یہ کتاب ڈاؤن لوڈ کرلیں اگر کسی دوست کے پاس ہو تو اُس سے لے لیں اور اِس کا مُطالعہ کریں، آپ کو لگے گا کہ اب تک مجھے نماز پڑھنا ہی نہیں آتی تھی۔

کیا چھوٹے بچے رَمَضانُ المبارک کا روزہ رکھ سکتے ہیں؟

سُوال: بابا جان! کیا میں رمضان المبارک کے روزے رکھ سکتی ہوں؟ (سائلہ: مَدَنی مُنّی صفیہ بی بی، میوتو موز نبیق)

جواب: چھوٹی بچی یا بچہ جو روزہ برداشت کرنے کی طاقت رکھتا ہے اور ماں باپ بھی روزہ رکھنے سے منع نہیں کرتے اور کوئی رُکاوَٹ بھی نہیں ہے تو اِن کو روزہ رکھنا چاہیے اچھی بات ہے کہ بچوں کی نیکی مَقبول ہوتی ہے۔[2] ماں باپ کو بھی

---

1 ...... اس مسئلے کے ضِمن میں فتاویٰ رضویہ جلد 7 صفحہ نمبر 207 سے ایک سُوال جواب پیشِ خدمت ہے: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایک سمجھ وال (سمجھ دار) لڑکا آٹھ نوبرس کا جو نماز خوب جانتا ہے، اگر تنہا ہو تو آیا اسے یہ حکم ہے کہ صف سے دور کھڑا ہو یا صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے؟ جواب: صورتِ مُسْتَفْسَرہ (یعنی پوچھی گئی صورت) میں اسے صف سے دور یعنی بیچ میں فاصلہ چھوڑ کر کھڑا کرنا تو منع ہے۔ کیونکہ مُمیِّز بچے (جو نماز کو جانتا ہو) کی نماز قطعاً صحیح ہے اور حضورِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صُفوف میں خلا نہ چھوڑنے اور متصل رکھنے کا حکم دیا ہے اور اس کے خلاف پر نہی شدید فرمائی ہے۔ اور یہ بھی کوئی ضروری امر نہیں کہ وہ صف کے بائیں ہی ہاتھ کو کھڑا ہو، علماء اسے صف میں آنے اور مَردوں کے درمیان کھڑے ہونے کی صاف اجازت دیتے ہیں۔ بعض بے علم جو یہ ظلم کرتے ہیں کہ لڑکا پہلے سے داخلِ نماز ہے اب یہ آئے تو اسے نیت بندھا ہوا ہٹا کر کنارے کر دیتے اور خود بیچ میں کھڑے ہو جاتے ہیں یہ محض جہالت ہے، اسی طرح یہ خیال کہ لڑکا برابر کھڑا ہو تو مرد کی نماز نہ ہو گی غلط وخطا ہے جس کی کچھ اصل نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ، ۷/ ۲۰۹ ملتقطاً)

2 ...... دُرِّمختار مع رَدالمحتار، کتاب الطلاق، باب الظہار، مطلب بلاغات محمد رَحِمَہُ اللہ مسندۃ، ۵/ ۱۳۲ - فتاویٰ رضویہ، ۱۲/ ۵۱۷۔

چاہیے کہ جو بچے روزہ رکھنے کی طاقت رکھتے ہیں وہ ان کو روزہ رکھوائیں، جب بچہ سات سال کا ہو جائے تب تو خاص طور پر روزہ رکھوائیں۔ البتہ بچہ کمزور ہے تو الگ بات ہے کہ یہ ایک مجبوری والی صورت ہے اور اگر وہم ہے کہ روزہ رکھنے سے بچہ کمزور ہو جائے گا تو عرض ہے کہ بچے روزہ نہ رکھ کر سارا دن طرح طرح کی چیزیں، بازاری چِپس اور نہ جانے کیا کیا کھاتے رہتے ہیں، لیکن جب روزہ رکھیں گے تو ان سب چیزوں سے بچے رہیں گے، اس طرح ان کی صحت پر پڑنے والے مَنفی اثرات سے بھی حفاظت ہو گی اور اِنْ شَآءَ اللہ یہ روزے کی بَرَکت سے صحت مند اور توانا ہو جائیں گے، جب بچپن سے ہی روزہ رکھنے کی عادت ہو گی تو بڑے ہو کر بھی یہ روزہ رکھیں گے۔ سارے ماں باپ کو میری ان باتوں پر غور کرنا چاہیے۔ (1)

بچوں کی نماز و دُرُود قبول ہوتا ہے یا نہیں؟

سُوال: بچے جو نماز اور دُرُود شریف پڑھتے ہیں کیا ان کی نماز اور دُرُود شریف قبول ہو جاتا ہے؟ (سائل: محمد الیاس عطاری)

جواب: اگر نماز اور دُرُود شریف صحیح پڑھتے ہیں تو بے شک قبول ہو جاتے ہیں۔ اگر صحیح پڑھنا نہیں آتا تو صحیح سیکھ کر پڑھنا چاہیے۔ اگر بچے بڑوں کو دیکھ کر نماز کی نقل کرتے ہوئے اُٹھک بیٹھک کرتے ہیں تو اِنہیں کرنے دیا جائے، اس طرح ان کی عادت بنے گی۔

ہم رات میں نماز پڑھتے ہیں تو حَسَن رَضا (امیرِ اہلِ سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رَضاعی پوتے) دیکھا دیکھی نماز کی نقل میں اُٹھک بیٹھک کرتے ہیں، بعض اوقات ہم خود بھی ان کو پکڑ کر نماز کی نقل کرواتے ہیں اور یہ جیسے بھی کرتے ہیں اِن کو کرنے دیتے ہیں، کبھی کبھی یہ فوراً سجدے میں چلے جاتے ہیں پھر بیٹھ کر ایک طرف سلام پھیر دیتے ہیں اور کہتے ہیں میں نے نماز پڑھ لی! یہ جیسے بھی کریں اِن کے ذہن میں نماز پڑھنے کا تَصَوُّر تو بیٹھ جاتا ہے کہ ہم نے یہ بھی کرنا ہوتا ہے۔ یہ جو کچھ کر رہے ہوتے ہیں اس کو اگرچہ نماز نہیں کہا جائے گا لیکن بڑے ہو کر ان کو اتنا تَصَوُّر ضرور ہو گا کہ ہمیں نماز پڑھنی

---

(1) اعلیٰ حضرت، امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُ اللہِ عَلَیۡہ نابالغ بچے کو روزہ رکھوانے کا شرعی حکم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: جب بچّہ آٹھویں سال میں قَدَم رکھے اِس کے ولی پر لازم ہے کہ اُسے نماز روزے کا حکم دے اور جب اُسے گیارھواں (سال) شروع ہو تو وَلی پر واجب ہے کہ صوم و صلوٰۃ پر مارے! بشرطیکہ روزے کی طاقت ہو اور روزہ ضَرر نہ کرے۔

(فتاویٰ رضویہ، ۱۰/ ۳۴۵-۳۴۶ بتغیر قلیل)

ہوتی ہے۔ یہ کبھی کبھی اذان بھی دیتے ہیں، کبھی مدینے کا منظر دیکھ کر بار بار بولتے ہیں کہ مجھے اِدھر جانا ہے، مجھے اِدھر جانا ہے، کبھی خود سے آکر بولتے ہیں کہ مجھے مدینے جانا ہے، کبھی پوچھتے ہیں مدینے میں کھلونے ہوں گے؟ ظاہر ہے بچہ ہے جو اس کی سمجھ میں آتا ہے یہ بولتا ہے۔ ورنہ آج کل کے بچے تو مَعَاذَ اللہ گانے بولتے اور گھروں میں ڈانس کر رہے ہوتے ہیں، بچے کو جہاں جیسا ماحول ملے گا یہ وہی سیکھے گا اور کرے گا۔

دورانِ نماز بچہ سامنے آکر کھیلنے لگے تو کیا حکم ہے؟

سُوال: دورانِ نماز بچے آگے آجاتے ہیں اور نماز پڑھنے والے کے ساتھ کھیلنے لگ جاتے ہیں، کیا اس طرح نماز قبول ہو جاتی ہے۔(SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: اِس چیز کا نماز قبول ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہے، بچہ اپنا کام کر رہا ہے آپ اپنا کام کرتے رہیں اس سے نماز پر کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ بچوں کے علاوہ بعض بڑے بھی شور کر رہے ہوتے ہیں مثلاً کوئی فون پر ہیلو ہیلو کر رہا ہوتا ہے، بچہ شرارت کر رہا ہو تو ماں اس پر چیخ رہی ہوتی ہے، بھائی بہن لڑ رہے ہوں تو ماں ان کے درمیان ریفری بنی ہوتی ہے، گانوں کی آوازیں آرہی ہوتی ہیں وغیرہ ان سب چیزوں کے باوجود نمازی کی نماز ہو جائے گی لیکن اس کو دورانِ نماز بہت پریشانی اور تشویش کا سامنا کرنا پڑے گا۔ یہ مسئلہ تقریباً ہر گھر کا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے، نماز کے وقت تو بالکل سناٹا ہو اور سارے گھر والے نماز کی تیاری میں مشغول ہونے چاہئیں۔

گھروں کے علاوہ مساجد میں بھی ایسا ہو رہا ہوتا ہے کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو اُس کے برابر میں بیٹھا شخص بُھس بُھس میں لگا ہو گا (یعنی کسی سے باتیں کر رہا ہو گا) حالانکہ شرعی مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا ہو بلکہ کوئی سویا ہوا ہو تو اس کے برابر میں اتنی آواز سے تلاوت کرنا بھی جائز نہیں جس سے اُس کو تشویش ہو۔[1] لہٰذا اِس طرح کہیں پر نعت شریف پڑھنے یا تلاوتِ قرآنِ پاک کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

سجدے کی جگہ پر بچّہ بیٹھا ہو تو نمازی سجدہ کیسے کرے؟

سُوال: دورانِ نماز اگر بچہ سامنے آجائے اور نمازی کو سجدہ کرنا ہو تو اب وہ کیا کرے؟ (سائل: رکنِ شوریٰ حاجی امین عطاری)

---

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۳/ ۳۸۳ ماخوذاً۔

جواب: اگر بچہ سامنے بیٹھا ہوا ہو اور سجدہ کرنے کا وقت آجائے تو بچے کو اشارے سے عملِ قلیل کے ذریعے اس طرح ہٹائیں کہ دیکھنے والے کو یہ نہ لگے کہ آپ نماز میں نہیں ہیں۔ اگر ایسے ہٹایا کہ دیکھنے والے کو یوں محسوس ہوا کہ آپ نماز میں نہیں ہیں جیسے بچہ کو (دونوں) ہاتھوں سے پکڑ کر اُٹھایا اور ایک طرف کر دیا تو یہ عملِ قلیل نہیں ہو گا اِس سے نماز ٹوٹ جائے گی۔

بچے کے عقیقے کا حکم اور اِس کا سُنَّت طریقہ

سُوال: بچے کے عقیقے کا کیا حکم ہے اور اِس کا سُنَّت طریقہ کیا ہے۔ (سائل: محمد ثاقب، ایبٹ آباد)

جواب: جب بچہ پیدا ہو تو باپ کے لیے ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن اُس کا عقیقہ کرنا مستحب ہے۔[1] اگر لڑکا ہے تو اس کی طرف سے دو بکرے ذَبح کرے تو بہتر ہے، ایک کرے تب بھی چل جائے گا۔ اور لڑکی ہے تو اس کی طرف سے ایک بکری ذَبح کرے۔[2] عقیقے کا گوشت خود بھی کھا سکتا ہے دوسروں کو بھی کھلا سکتا ہے۔ اور ہو سکے تو ساتھ میں تھوڑا سا میٹھا بھی پکا لیں کہ یہ نیک فال ہے اِس کی وجہ سے بچے کے اَخلاق میٹھے ہوں گے۔[3] بچے کے بالوں پر جس وقت اُسترہ پھرے اُسی وقت جانور کی گردن پر چُھرا بھی چلے اور جو بال اُتریں اُن کے وزن کے برابر چاندی خیرات کر دے کہ یہ بھی اچھا ہے۔[4] اور جب بال مونڈ لے تو پانی میں زَعفران بِھگو کر اُس کے سر پر چُپَڑ لے۔[5] نیز عقیقے کا گوشت غریب امیر سب کھا سکتے ہیں اور ماں باپ خود بھی کھا سکتے ہیں۔ بعض لوگوں میں اس طرح کے تَصَوُّرات پائے جاتے ہیں کہ نانی دادی عقیقے کے جانور کا گوشت نہیں کھا سکتے حالانکہ جس طرح قُربانی کے جانور کا گوشت سب کھا سکتے ہیں اسی طرح عقیقے کے جانور کا گوشت بھی سب کھا سکتے ہیں۔ اور جو شرائط قربانی کے جانور کے لئے ہوتی ہیں وہی شرائط عقیقے کے جانور کے لئے بھی ہوتی ہیں یعنی جس طرح کے جانور کی قربانی ہوتی ہے اُسی طرح کا جانور عقیقے میں بھی ذَبح کیا جاتا ہے۔ قُربانی کے وہ جانور جس میں سات حصے ہوتے ہیں اُس میں بھی حصہ لے کر عقیقہ کر سکتے ہیں۔[6]

1 ...... فتاویٰ رضویہ، ۲۰/۵۸۶ ماخوذاً۔ بہارِ شریعت، ۳/۳۵۵، حصہ: ۱۵۔ 2 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵۷، حصہ: ۱۵۔

3 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵۷، حصہ: ۱۵ ماخوذاً۔ 4 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵۵، حصہ: ۱۵۔ 5 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵۷، حصہ: ۱۵۔

6 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵۷، حصہ: ۱۵ ملتقطاً۔

عقیقہ ساتویں دن کرنے سے کیا مُراد ہے؟

بہرحال ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ نہیں کیا، بیچ میں کسی دن کر دیا تب بھی جائز ہے۔[1] اسی طرح شادی کے موقع پر بھی لوگ بچے کے عقیقے کا حصہ ڈال دیتے ہیں، یہ بھی جائز ہے، لیکن بہتر طریقہ وہی ہے جو میں نے شروع میں عرض کر دیا کہ ساتویں، چودھویں یا اکیسویں دن عقیقہ کرنا چاہئے۔ اور ساتویں دن کو یوں یاد رکھیں کہ جس دِن آپ پیدا ہوئے اُس سے پہلے والا دن آپ کی زندگی کے لئے ساتواں دِن ہے مثلاً آپ جمعرات (Thursday) کو پیدا ہوئے تو آپ کی زندگی کا ہر بدھ (Wednesday) ساتواں دِن ہے، اس لحاظ سے ساتویں دِن کرنا اچھا ہے۔[2] اور اگر کسی نے ساتویں دِن عقیقہ نہیں کیا یا عقیقہ کیا ہی نہیں تب بھی کوئی حَرَج نہیں اور گناہ گار بھی نہیں۔[3]

بچوں کو بُری عادت سے روکنے کے لیے "یہ گناہ کا کام ہے" کہنا کیسا؟

سُوال: بچوں کو بُری عادت سے روکنے کے لیے کہا جاتا ہے: "یہ گناہ کا کام ہے" اس طرح کہنا کیسا؟

جواب: اگر وہ گناہ کا کام ہے تو اس طرح کہنے میں حَرَج نہیں۔ مگر ہمارے یہاں بچوں کو یہ کہا جاتا ہے کہ "تم کو گناہ ملے گا" حالانکہ نابالغ کو گناہ نہیں ملتا ہے۔[4] اب مُشکل یہ ہے کہ بڑے کو سمجھاؤ کہ یہ گناہ کا کام ہے تو وہ نہیں سمجھتا تو بچہ کیسے سمجھے گا! اور بچے کو کیا معلوم کہ گناہ کیا ہوتا ہے؟ لہٰذا بچوں کو اُنہیں کے انداز میں سمجھانا چاہئے۔ البتہ بعض بچے سمجھدار ہوتے ہیں اس لئے اُنہیں یوں سمجھانا چاہئے کہ مثلاً "اللہ و رسول ناراض ہوں گے، جو گناہ کرتا ہے اس کو سزا ملتی ہے یا اُس کو آگ میں ڈالا جا سکتا ہے" مگر یہ نہ کہا جائے کہ تم کو آگ میں ڈالا جائے گا۔ حکمتِ عملی کے ساتھ ضرورتاً محتاط جملے کہہ

---

1 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵٦، حصہ: ۱۵۔ 2 ...... بہارِ شریعت، ۳/۳۵٦، حصہ: ١٦۔

3 ...... عقیقہ فرض یا واجِب نہیں ہے صِرف سُنّتِ مُستَحبّہ ہے، تَرک کرنا گناہ نہیں۔ (اگر گنجائش ہو تو ضَرور کرنا چاہئے، نہ کرے تو گناہ نہیں البتہ عقیقے کے ثواب سے محرومی ہے) غریب آدمی کو ہرگز جائز نہیں کہ سُودی قرضہ لے کر عقیقہ کرے۔ (اسلامی زندگی، ص۲۷ ماخوذاً) ہاں! جس بچّے نے عقیقے کا وَقت پایا یعنی سات دن کا ہو گیا اور بِلا عُذر باوصفِ اِستِطاعت (یعنی طاقت ہونے کے باوُجود) اُس کا عقیقہ نہ کیا اُس کے لیے یہ آیا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کی شَفاعت نہ کرنے پائے گا۔ (فتاوٰی رضویہ، ۲۰/۵۹٦) عقیقے کے بارے میں تفصیلی معلومات کے لئے دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃُ المدینہ کا رِسالہ "عقیقے کے بارے میں سُوال جواب" کا مطالعہ کرنا نہایت مفید ہے۔ (شعبہ ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت)

4 ...... مراٰۃ المناجیح، ٦/۱۴۰ ماخوذاً۔

دے تو کوئی حَرَج نہیں تاکہ بچہ ڈرے اور گناہ سے بچے۔ بہر حال ڈائریکٹ بڑوں کو بھی نہیں کہہ سکتے کہ اللہ پاک تجھے آگ میں ڈالے گا، کیونکہ ہو سکتا ہے اللہ پاک اُسے معاف فرمادے اور بے حساب بخش دے۔

اپنے اندر خود اِعتمادی کیسے پیدا کریں؟

سُوال: خود اعتمادی کیسے حاصل ہو؟ آپ کو دیکھا گیا ہے کہ آپ بہت پُراِعتماد انداز سے انتہائی اطمینان کے ساتھ بیان فرمارہے ہوتے ہیں، یہ حوصلہ اور ہمت کیسے آتی ہے؟

جواب: جب بندہ کوئی کام شروع کرتا ہے تو اُسے کچھ نہ کچھ مُشکل ہوتی ہے مگر بعد میں وہ اِس کام میں منجھ جاتا ہے۔ دعوتِ اسلامی بننے سے بہت پہلے کی بات ہے: ”میں بیان کر رہا تھا تو دورانِ بیان مجھے خیال آیا کہ دیگر لوگ بیان کرتے ہیں تو اِدھر اُدھر دیکھ بھی رہے ہوتے ہیں لیکن میں نیچے دیکھ کر لکھا ہوا بیان کر رہا ہوں! تو میں نے سر اُٹھا کر اوپر دیکھا تو سر اُٹھا ہی رہ گیا یعنی میں گھبرا گیا۔“ پہلے تو میں بیان کے دوران کانپا کرتا تھا اور شخصیات سے بہت زیادہ مرعوب بھی تھا۔

دعوتِ اسلامی کے شروع کی بات ہے کسی نے مجھ سے کہا کہ ”آپ سے ایک ریٹائر DSP ملنا چاہتا ہے، میں نے جواب دیا ”ٹھیک ہے، مغرب کے بعد کھانا ساتھ کھالیتے ہیں انہیں کھانے پر لے آئیں۔“ جب وہ آئے تو میری اُس وقت جو حالت ہو رہی تھی وہ مجھے ہی معلوم ہے بات کرنے تک کی ہمت نہیں تھی، کپکپاہٹ طاری ہوگئی تھی اور وہ صاحب حُسنِ ظَن کی بنا پر مجھ سے اپنی پریشانیوں کا ذکر کر رہے تھے۔“ یہ سلسلہ چلتا رہا پھر میں اس کا عادی ہو گیا لہٰذا اب ایسی کیفیت نہیں ہوتی بلکہ اب کسی بھی طرح کا آدمی آجائے مجھے گھبراہٹ نہیں ہوتی۔ کسی کام کے شروع میں گھبراہٹ کا طاری ہونا ایک نفسیاتی اثر ہوتا ہے اور کچھ نہیں۔ اگر کبھی ایسی کیفیت ہو تو آپ اپنے ذہن کو جھٹک دیں اور خود کو سمجھائیں کہ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے، اور پُراعتماد ہو کر بات کریں تو اِنْ شَآءَ اللہ آپ کی یہ کیفیت ختم ہو جائے گی۔ اس کے بَرعکس اگر آپ یہ سوچیں گے کہ میرے اندر خود اِعتمادی نہیں ہے تو آپ کی کیفیت بالکل ایسی ہی رہے گی اور زندگی بھر کا روگ لگا رہے گا۔ یہ بات اپنے ذہن سے نکال دیں کہ آپ کے اندر خود اعتمادی نہیں ہے بلکہ یوں سوچیں کہ ”ہاں میرے اندر پہلے خود اعتمادی نہیں تھی مگر اب میں پُر اِعْتماد ہوں۔“ گویا آپ کا علاج آپ ہی کے ہاتھ میں ہے۔

کیا غُصَّہ آنا گناہ ہے؟

سُوال: اپنی ذات کی خاطر غصہ نافذ کرنا کیسا؟

جواب: اگر کسی پر غصہ آ گیا تو کوئی گناہ نہیں ہے کیونکہ غصہ آنے پر تو کسی کا اختیار نہیں ہوتا بلکہ غصہ آنے پر صبر کر لے اور برداشت کر جائے تو ثواب ملے گا۔ لیکن غصہ آیا اور اس نے ظلم کرتے ہوئے یہ غصہ نافذ کر دیا تو اب گناہ گار ہو گا۔ یاد رکھیے! مطلقاً غصہ نافذ کرنا گناہ نہیں ہے کہ بعض اوقات غصہ نافذ کرنے کی ضرورت بھی پیش آتی ہے جیسے قاضی کے سامنے کوئی گھناؤنا جرم کر کے پیش ہو گا تو وہ قاضی اس کو ہنستے ہنستے تو سزا نہیں سُنائے گا ہو سکتا ہے اس کو جلال بھی آ جائے اور اسی جلال میں سزا سنائے۔ لیکن قاضی بھی اگر شریعت کی حد توڑے گا تو پکڑا جائے گا، اس کو جو بھی سزا وغیرہ سُنانی ہے وہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے ہی سُنانی ہو گی۔ اسی طرح جِہاد بھی ہنستے ہنستے تو نہیں ہوتا اس میں بھی غصہ ہی آتا ہے۔

غُصَّہ آئے تو کیا کریں؟

غصہ آ جائے تو اس کو پی جائیں، نفس کی خاطر اس کو نافذ نہیں کرنا، نہ ہی بدلہ لینا ہے۔ بعض لوگوں کا غصہ کسی نہ کسی گناہ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے، انہیں جب غصہ آتا ہے تو یہ گالیاں نکالنا شروع ہو جاتے ہیں، سامنے والے کی تذلیل کرتے ہیں بلکہ غصے کی وجہ سے ہاتھ بھی اٹھا دیتے ہیں اور غصے کی وجہ سے تہمتیں لگانے اور جھوٹ بولنے تک سے نہیں گھبراتے۔ جہنم کا ایک دروازہ ہے جو اُن لوگوں کے لیے ہے جن کا غصہ کسی گناہ کے بعد ہی ٹھنڈا ہوتا ہے۔[1]

سُفید مُرغ پالنا کیسا؟

سُوال: سُفید مُرغ گھر میں رکھنے کے حوالے سے کچھ ارشاد فرما دیجیے۔ (سائل: عبد الرشید عطاری، سندھی سُوال کا خلاصہ)

جواب: سُفید مُرغ رکھنے کا حدیث شریف میں ذکر ہے اور حدیث شریف میں یہ بھی ہے: یہ میرا دوست ہے۔[2] یہ مُرغ فِرشتوں کو یا فِرِشتے کو دیکھ کر اذان دیتا ہے۔[3] جب یہ اذان دے تو اس وقت رحمت کی دعا مانگنی چاہیے، یہ دعا بھی

---

1 ...... شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی ترک الغضب... الخ، ۶/۳۶۰، حدیث: ۸۳۳۱۔

2 ...... جامع صغیر، ص۲۶۱، حدیث: ۴۲۹۰۔ 3 ...... بخاری، کتاب بدء الخلق، باب خیر مال المسلم... الخ، ۲/۴۰۵، حدیث: ۳۳۰۳۔

مانگی جاسکتی ہے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل اور تیری رحمت کا سُوال کرتا ہوں) چاہیں تو اپنی مادری زبان مثلاً اُردو میں بھی دعا مانگ سکتے ہیں۔

آج کل جو فارمی مُرغے مُرغیاں ملتے ہیں یہ نہیں پالی جاتیں، ان میں مُرغے ہوتے بھی ہیں یا نہیں مجھے نہیں پتا۔ ویسے عام طور پر دیسی مُرغے مُرغیاں پالی جاتی ہیں ان کے پالنے میں حرج نہیں ہے لیکن اِن کی بیٹ ناپاک ہوتی ہے۔[1] اگر کسی کے پاس بڑی جگہ ہے جیسے کچی زمین یا باغ وغیرہ ہے تو یہ بآسانی پالے جاسکتے ہیں البتہ فلیٹ میں اِن کو سنبھالنا مُشکل ہو گا۔

فوت شُدہ کی طرف سے صَدَقہ کرنا کیسا؟

سُوال: کیا فوت شُدہ اِنسانوں کی طرف سے بھی صَدَقہ دیا جاسکتا ہے؟(SMS کے ذریعے سُوال)

جواب: جی ہاں! فوت شُدہ اَفراد کی طرف سے بھی صَدَقہ دیا جاسکتا ہے یہ اِن کے لیے ایصالِ ثَواب ہو گا جیسے والِد صاحب، دادا جان وغیرہ کے ایصالِ ثَواب کے لیے صَدَقہ دیا یا بارگاہِ رِسالت میں ثَواب نَذر کرنے کے لیے غریبوں کی مدد کی کہ یہ مدد میں سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے نام پر کررہا ہوں یا غوثِ پاک رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کے نام پر کررہا ہوں اور اس طرح ایصالِ ثَواب کرنا جائز ہے۔

خُفیہ تَدبیر کے معنٰی اور اِس کا اِسلامی تَصَوُّر

سُوال: خُفیہ تَدبیر کے کیا معنٰی ہیں اور اِسلام میں اس کا کیا تَصَوُّر ہے؟

جواب: خُفیہ کے معنٰی ہیں چُھپی ہوئی یعنی چُھپی ہوئی تدبیر۔ قرآن پاک میں ہے: ﴿وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ ؕ﴾[2] ترجمۂ کنزالایمان: ”اور کافروں نے مکر کیا اور اللہ نے ان کے ہلاک کی خفیہ تدبیر فرمائی۔“ اس میں کُفّار کے مَکَر یعنی دھوکا کرنے کا ذِکر ہے چونکہ آیت میں یہی لفظ اللہ پاک کے لیے بھی آیا ہے تو اس کا تَرجمہ اُردو والا مَکر یا دھوکا کرنا نہیں ہے، کیونکہ یہ اللہ پاک کی شان و عظمت کے خِلاف ہے۔ اعلیٰ حضرت اِمام اَحمد رضا خان رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ نے اس کا تَرجمہ ”خُفیہ تَدبیر“ فرمایا ہے

---

1 ...... بہارِ شریعت، ۱/ ۳۹۱، حصہ: ۲ ملتقطاً۔

2 ...... پ ۳، آلِ عمران: ۵۴۔

یعنی اللہ پاک نے اِن کُفّار کو ہلاک کرنے کی تَدبیر فرمائی۔ اللہ پاک کی خُفیہ تَدبیر ہمارے بارے میں کیا ہے ہم نہیں جانتے یعنی اگر کوئی نماز پڑھتا ہے، نیکیاں کرتا ہے تو اِس کے بارے میں بھی یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ جنت میں ہی جائے گا یا اس کا ایمان سَلامت ہی رہے گا۔ کسی کو نہیں معلوم کس کے بارے میں اللہ پاک کی کیا خُفیہ تدبیر ہے۔ ہر شخص کو یہی خوف ہونا چاہیے کہ نہ جانے میرے ساتھ کیا ہو گا؟ میرے بارے میں اللہ پاک کی خُفیہ تَدبیر کیا ہو گی؟ سب کچھ اللہ پاک کے عِلم میں ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہر گز نہیں کہ ”جو کچھ اللہ پاک کے علم میں ہے ہمیں وہی سب کچھ کرنا پڑتا ہے“ نہیں نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو کچھ ہم کرنے والے ہیں وہ سب اللہ پاک کو پہلے ہی معلوم ہے۔

کیا نماز شروع کرنے سے پریشانیاں آتی ہیں؟

سُوال: میں نے جب سے نمازیں شروع کی ہیں تب سے پریشان ہی ہوں! اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب: وَقتی آزمائش ہوتی ہے اِس سے گھبرانا نہیں چاہیے اور یہ ضروری بھی نہیں ہے کہ نماز شروع کرنے سے ہی پریشانی آئی ہو! ہو سکتا ہے کوئی بہت بڑی پریشانی آنے والی تھی اور نماز پڑھنے کی بَرَکت سے وہ بڑی پریشانی چھوٹی پریشانی سے ٹَل گئی ہو کہ ہر پریشانی سے بڑی پریشانی موجود ہے اور جس کو ہم بڑی پریشانی سمجھ رہے ہیں در حقیقت وہ چھوٹی پریشانی ہو، اگر نماز شروع نہ کی ہوتی تو اس سے بڑی پریشانی آجاتی۔ اس کو یوں سمجھیے کہ نماز شروع کی اور جیب کٹ گئی عین مُمکن ہے کہ اگر نماز شروع نہ کرتے تو گھر میں ڈاکا پڑ جاتا اور گھر میں جھاڑو پھر جاتی (یعنی ڈاکو گھر کا سارا سامان لے جاتے اور کچھ بھی نہ چھوڑتے۔)

بہر حال اپنا یہ ذہن بنالیں کہ نمازوں سے پریشانیاں آتی نہیں، جاتی ہیں۔ آپ اپنی نماز دُرُست کریں، وضو و غسل کے مسائل سیکھیں اور پابندی سے نماز پڑھتے رہیں اِنْ شَآءَ اللہ دنیا کی پریشانیاں بھی دور ہوں گی اور آخرت کی پریشانیاں بھی نہیں رہیں گی۔

کیا ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص پڑھنے سے نماز ہو جائے گی؟

سُوال: میں قرآن شریف پڑھا ہوا نہیں ہوں، مجھے صرف اَلْحَمْد شریف اور قُلْ ھُوَ اللہُ اَحَد آتی ہے، کیا میری نماز ہو جائے گی؟

جواب: اگر کوئی سورت یاد نہیں ہے اور نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص ہی پڑھتے ہیں تو کوئی بات نہیں نماز ہو جائے گی۔ [1] اس کے علاوہ مَزید سورتیں یاد کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔

دانہ خاک میں مِل کر گُلِ گلزار ہوتا ہے

سُوال: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اس مقطع کی وضاحت فرما دیں:

رضا جو دل کو بنانا تھا جَلوہ گاہِ حبیب
تو پیارے قیدِ خُودی سے رَہیدہ ہونا تھا (حدائقِ بخشش)

جواب: اقبال کہتا ہے:

مِٹادے اپنی ہستی کو اگر کچھ مَرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مِل کر گُلِ گُلزار ہوتا ہے

ہو سکتا ہے ڈاکٹر اقبال نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے اس مقطع کو آسان کیا ہو کہ تاریخ میں موجود ہے ڈاکٹر اِقبال اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سے متأثر تھے۔ بہر حال اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اس شعر میں فرما رہے ہیں: ”اے رضا! تم چاہتے ہو کہ تمہارے دِل میں پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلوے سما جائیں تو اپنے آپ کو سمجھاؤ اور اپنے آپ کو کچھ سمجھنے والی سوچ سے رہیدہ یعنی آزاد ہو جاؤ۔“ یعنی عاجزی وانکساری کروگے تو تمہارے دِل میں اللہ پاک کے پیارے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جلوے اُتر آئیں گے اور اگر اپنے آپ کو کچھ سمجھو گے اور ”میں میں“ کروگے تو کچھ نہیں ہو گا۔ یہ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کی عاجزی ہے آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ سراپا عاجزی کے پیکر تھے۔ اگر ہم بھی عاجزی کریں تو واقعی وہ جلوہ کہاں نہیں! لیکن در حقیقت ہمارے اندر عاجزی ہی نہیں۔

اگر معذور لڑکی کا رِشتہ نہ آئے تو کیا کریں؟

سُوال: اگر لڑکی نابینا ہو یا سُن نہ سکتی ہو، بول نہ سکتی ہو یا اس قسم کا کوئی عیب ہو تو اس کے رِشتے میں رُکاوٹ ہو جاتی ہے جس

---

[1] ...... درمختار، کتاب الصلاۃ، باب صفۃ الصلاۃ، فصل فی القراءۃ، ۲/۳۲۹۔ بہارِ شریعت، ۱/۵۴۸، حصہ:۳ماخوذاً۔

کی وجہ سے اسے اور اس کے والدین کو کافی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اس حوالے سے معاشرے میں کیسی سوچ ہونی چاہیے؟

جواب: اس حوالے سے ماں باپ اور بچے یا بچی کو صبر کرنا چاہیے۔ ظاہر ہے یہ اِعلان تو کیا نہیں جاسکتا کہ نابینا یا گونگے بہرے کے لیے نابینا یا گونگے بہرے کو ڈھونڈو تاکہ ان کی شادی کروائی جاسکے! اگر رِشتہ نہیں آتا تو صبر ہی کر سکتے ہیں اس کے عِلاوہ کیا کِیا جاسکتا ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه سے دو ایسی جُڑواں بہنوں کی شادی کا سُوال ہوا جن کے جسم جُڑے ہوئے تھے تو آپ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه نے فرمایا: اَوَّل تو ایسا ہوتا نہیں ہے، بالفرض اگر ایسا ہو تو ان کی شادی نہیں ہو سکتی، یہ دونوں صبر ہی کریں۔[1] لٰہذا سُوال میں جس طرح کی لڑکی کا سُوال ہے وہ بھی صبر کرے اِنْ شَآءَ اللہ اَجر ملے گا۔ ویسے عام طور پر نابینا اور گونگے بہروں کی آپس میں شادیاں ہو جاتی ہیں۔

غَلَطی سے سَیِّد صاحب کو زکوٰۃ دیدی تو کیا حکم ہے؟

سُوال: زکوٰۃ دیتے وقت معلوم نہیں تھا کہ یہ سَیِّد زادے ہیں اور انہیں زکوٰۃ دیدی، بعد میں یہ بات معلوم ہوئی تو کیا کریں؟

جواب: زکوٰۃ دیتے وقت پتا نہیں تھا کہ یہ سَیِّد صاحب ہیں اور اِنہیں مستحقِ زکوٰۃ سمجھ کر زکوٰۃ دیدی تو یہ زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔[2] آج کل لوگ غور و فکر کرنے کی زَحمت بھی گُوارا نہیں کرتے کہ پہلے اچھی طرح دیکھ لیں آیا سامنے والا زکوٰۃ کا مستحق ہے بھی یا نہیں، بس جو معذور یا نابینا یا ایسا ویسا کوئی نظر آیا اس کو زکوٰۃ کی رقم دیدیتے ہیں بلکہ بعض تو سامنے والے سے پوچھ رہے ہوتے ہیں کیا زکوٰۃ لوگے؟ چاہے وہ کھاتا پیتا ہی کیوں نہ ہو۔

زکوٰۃ دیتے ہوئے عزتِ نفس کا خیال رکھیے!

لوگوں میں ایک تَصَوُّر یہ بھی موجود ہے کہ جو معذور ہے اس کو زکوٰۃ دینی ہوتی ہے۔ میری ایک بہن معذور تھیں جن کا اِنتقال ہوگیا ہے، ہمارے خاندان کے کسی شخص نے اِن سے پوچھا تھا کیا زکوٰۃ لوگی؟ تو ہمارے گھر میں اس بات کو بہت بُرا منایا گیا تھا۔ ہم اللہ پاک کے کَرَم سے اُس وقت بھی کھاتے پیتے تھے اور زکوٰۃ کے حق دار نہیں تھے، اگرچہ مال

1. ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۱/۲۲۰۔
2. ...... ردالمحتار، کتاب الزکاۃ، باب المصرف، مطلب فی الحوائج الاصلیة، ۳/۳۵۳۔

دار طبقے میں ہمارا شمار نہیں ہوتا تھا لیکن ہم زکوٰۃ کے مستحق نہیں تھے۔ بہرحال جب زکوٰۃ دے رہے ہوں تو معلومات کرلینی چاہیے لیکن جس کو زکوٰۃ دے رہے ہیں اگر وہ حق دار ہو تو اس سے نہیں پوچھنا چاہیے کہ زکوٰۃ لوگے؟ نہ اس کو بتانا چاہیے کہ یہ زکوٰۃ ہے کہ اس سے عِزّتِ نفس کا مسئلہ ہوتا ہے۔

کیا زکوٰۃ فرض ہونے کے لیے کاروبار ضروری ہے؟

سُوال: اگر زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد کوئی کہے: ”چونکہ کورونا وائرس کی وجہ سے موجودہ لاک ڈاؤن میں دُکان اور کاروبار بند ہے اور میرے پاس پیسے نہیں ہیں تو زکوٰۃ کہاں سے دوں؟“ اس کے لیے کیا حکم ہے؟

جواب: زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے یہ شرط تھوڑی ہے کہ دُکان ہو تو ہی زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو گی! دُکان نہ بھی ہو تب بھی زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے مثلاً کسی نے آپ کو ایک لاکھ روپے گفٹ کر دیئے اور یہ رقم آپ کی ضَرورت سے زائد ہے اور ایک سال پورا گزر چکا ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ عورتوں کے پاس سونے چاندی کے زیورات ہوتے ہیں یہ زیورات حاجت سے زائد ہیں یعنی قرضے میں ڈوبے ہوئے نہیں ہیں تو ان کے ملکیت میں آنے کے بعد سال گزر جانے پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی، اگرچہ وہ پہنتی ہوں یا نہ پہنتی ہوں۔[1] بعض عورتیں بول دیتی ہیں کہ ہم کماتی تھوڑی ہیں جو زکوٰۃ دیں! تو صرف کمانے والے ہی پر زکوٰۃ تھوڑی فرض ہوتی ہے، اگر شرائط پائے جائیں تو نابینا یا ہاتھ پاؤں سے معذور شخص پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ کسی کا نابینا ہونا، ہاتھ پاؤں سے معذور ہونا، بیمار ہونا یا بوڑھا ہونا زکوٰۃ فرض نہ ہونے کے لیے عذر نہیں ہے۔

زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟

سُوال: زکوٰۃ کب فرض ہوتی ہے؟ نیز عوام میں دیکھا گیا ہے کہ وہ صرف رَمَضان شریف میں ہی زکوٰۃ نکالتے ہیں، اس حوالے سے بھی کچھ اِرشاد فرمادیجیے۔ (نگرانِ شوریٰ کا سُوال)

جواب: اگر کسی کے پاس ضروریاتِ زندگی مثلاً رِہائش کے لیے مَکان، سُواری کے لیے گاڑی، کاریگر کے لیے اوزار وغیرہ سے زائد ساڑھے باوَن تولے چاندی کی مالیت کا مالِ نامی آجائے تو اِس پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے۔ نیز زکوٰۃ تین

---

[1] ...... فتاویٰ رضویہ، ۱۰/۱۲۹ ماخوذاً۔

چیزوں پر فرض ہوتی ہے: پہلی چیز ثمنِ اصلی یعنی سونا، چاندی اور نقدی۔ اگر یہ ضروریاتِ زندگی سے زائد ہوں تو اِن پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ دوسری چیز تجارت کا مال۔ اور تیسری چیز چَرائی کے جانور جن کو فقہ کی اصطلاح میں "سائمہ" کہا جاتا ہے۔[1] اگرچہ اِن جانوروں سے ہر ایک کو واسطہ نہیں پڑتا لیکن فقہ میں اِن کا بھی پورا چیپٹر موجود ہے۔ تاجر حضرات یا وہ عورتیں جن کے پاس سونے چاندی کے زیورات موجود ہیں اور ان کی مالیت نِصاب کو پہنچتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہوگی۔ اگر کسی کے پاس صرف سونا ہے تو ساڑھے سات تولہ سونے پر زکوٰۃ فرض ہوگی اور اگر کچھ سونا ہے اور کچھ چاندی ہے اور کچھ رقم بھی موجود ہے اگرچہ ایک روپیہ ہی سہی تو ان سب کو مِلا کر مالیت لگائی جائے گی، اگر یہ مالیت ساڑھے باوَن تولے چاندی کی رقم کے برابر بن جاتی ہے اور اس پر سال بھر گزر چکا ہے تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ زکوٰۃ کی مِقدار کُل مال کا ڈھائی فیصد ہے یعنی سو روپے میں ڈھائی روپیہ زکوٰۃ بنے گی۔[2]

کیا زکوٰۃ صرف رمضان میں ہی فرض ہوتی ہے؟

بعض لوگ سمجھتے ہیں صرف رمضان میں ہی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے اور یہ اسی روٹین پر زکوٰۃ ادا کرتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ فرض کریں آپ کے پاس مُحرم کی دو تاریخ کو دوپہر کے بارہ بج کر دس منٹ پر نِصاب کے برابر یا اس سے زائد مال آ گیا مثلاً ایک لاکھ روپے آ گئے جو ضرورت سے زائد ہیں یعنی نہ وہ آپ کی ضرورت میں آ رہے ہیں اور نہ ہی آپ پر کوئی اتنا قرضہ ہے جس میں یہ پوری کی پوری رقم چلی جائے، اب یہ رَقم آپ کے پاس رہی حتّٰی کہ اگلے سال کے مُحرم کی دو تاریخ آ گئی تو اب دوپہر کے بارہ بج کر دس منٹ پر اس کا سال پورا ہو جائے گا اور آپ کو اس کی زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔ اگر

---

1 ...... بدائع الصنائع، کتاب الزکاۃ، فصل واما کیفیۃ فرضھا، ۲/۷۵۔ فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب الاول، ۱/۱۷۴۔

2 ...... صدرُ الشریعہ، بدرُ الطریقہ حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ زکوٰۃ واجب ہونے کی شرائط ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں: زکوٰۃ واجب ہونے کی 10 شرائط ہیں: (1) مسلمان ہونا (2) بلوغ (بالغ ہونا) (3) عقل (4) آزاد ہونا (5) مال بقدرِ نصاب اس کی مِلک میں ہونا، اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوئی (6) پورے طور پر اس کا مالک ہو یعنی اُس پر قابِض بھی ہو (7) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا (8) نصاب حاجتِ اَصلِیّہ سے فارغ ہو (9) مال نامی ہونا یعنی بڑھنے والا خواہ حقیقۃً بڑھے یا حکماً (10) سال گزرنا، سال سے مراد قَمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ (بہارِ شریعت، حصہ:۵، ۱/۸۷۵ تا ۸۸۴ ماخوذاً)

آپ چاہیں تو بطور ایڈوانس رمضان شریف کے مہینے میں زکوٰۃ ادا کر سکتے ہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ اگلے سال کا مُحرم جس میں سال مکمل ہونا تھا اس کے آنے کے بعد رمضان شریف کا انتظار کریں کہ رمضان آئے گا تو زکوٰۃ دوں گا! اس طرح آپ گناہ گار ہو جائیں گے کیونکہ آپ زکوٰۃ فرض ہونے کے بعد بلاوجہ تاخیر کر رہے ہوں گے حتّٰی کہ اگر کسی پر شعبان کی آخری تاریخ میں زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہو جائے تو وہ بھی یہ انتظار نہیں کر سکتا کہ چلو چاند نظر آ جائے تو رمضان میں زکوٰۃ ادا کر دوں گا تاکہ رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے، اگر وہ ایسا کرتا ہے تو گناہ گار ہو گا۔ (1)

یاد رکھیے! زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہونے کے بعد اس کا مصرف موجود ہونے کے باوجود یعنی مستحقِ زکوٰۃ کے موجود ہونے کے باوجود رمضان کا انتظار کرنا گناہ گار ہونے کا سبب ہے۔ اس میں سب سے آسان اور بہترین طریقہ یہی ہے کہ ہر سال ایڈوانس میں زکوٰۃ نکالنے کا معمول بنا لیا جائے اس طرح رمضان کی فضیلت بھی حاصل ہو گی اور گناہ سے بھی حفاظت رہے گی۔

(**امیرِ اہلِ سُنَّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب بیٹھے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:) ایڈوانس ادائیگی میں اس بات کا خیال ضروری ہے کہ اگر دو مُحرم کو زکوٰۃ فرض ہو رہی تھی اور رمضان شریف میں بطور ایڈوانس زکوٰۃ دیدی اور دو محرم تک رقم میں اضافہ ہو گیا تو اس اضافے کی زکوٰۃ بھی دو محرم تک دینا ضروری ہو گا۔ جیسے رمضان شریف میں رقم دس لاکھ روپے تھی اور اِتنی ہی رقم کی زکوٰۃ ادا کی گئی لیکن محرم کی دو تاریخ سے پہلے پہلے اس رقم میں اضافہ ہوا اور یہ 12 لاکھ ہو گئی تو اب مزید دو لاکھ روپے کی زکوٰۃ مُقررہ تاریخ سے پہلے دینا ہو گی۔

زکوٰۃ اَدا کرنے کی رَقم نہ ہو تو زکوٰۃ کس طرح ادا کرے؟

سُوال: جن اسلامی بہنوں پر زکوٰۃ فرض ہے اگر اِن کے گھر میں اتنی رقم نہ ہو جس سے وہ زکوٰۃ ادا کر سکیں یا گھر والے کہتے ہوں کہ اتنے عرصے سے کاروبار نہیں ہو رہا پیسے کہاں سے لائیں، تو کیا انہیں اپنے سونے سے کوئی چیز بیچ کر اس کی رقم سے زکوٰۃ ادا کرنا ہو گی؟

جواب: زکوٰۃ میں رَقم دینا ہی تو شرط نہیں ہے بلکہ کوئی ایسی چیز بھی دی جا سکتی ہے جس کی مالیت یعنی مارکیٹ ویلیو زکوٰۃ

1 ...... فتاوی ھندیۃ، کتاب الزکاۃ، فصل فی مال التجارۃ، الباب الاول، ۱/۱۷۰۔

کی رقم کے برابر ہو، اب چاہے وہ سونا ہو، کپڑے ہوں، بَرتَن ہوں یا اَناج ہو۔ لاک ڈاؤن کے اِن دِنوں میں جو لوگ اِمدادی کاموں میں اپنا حصہ ملا رہے ہیں جیسے دُکاندار وغیرہ تو یہ اَناج یعنی چاوَل اور دالیں بھی دے رہے ہیں، عین ممکن ہے بعض لوگ زکوٰۃ کے طور پر بھی یہ چیزیں دے رہے ہوں، تو یاد رکھیے! آپ ہمیں یا جس اِدارے کو بھی زکوٰۃ کی نیت سے کوئی چیز مستحقین تک پہنچانے کے لیے دے رہے ہیں تو یہ ضرور بتائیں کہ "یہ زکوٰۃ کی مَد میں دیا ہے" تاکہ یہ حق دار تک پہنچایا جاسکے۔ کیونکہ جو امداد تقسیم ہو رہی ہے وہ مستحقینِ زکوٰۃ کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ جو بھی غریب ہے یا ضرورت مند ہے اگرچہ مستحقِ زکوٰۃ نہ ہو سب کو دی جا رہی ہے، تو اگر آپ نے بتایا نہیں کہ کیا چیز زکوٰۃ کے طور پر دی ہے اور ادارے نے کسی ایسے کو آپ کا مال دیدیا جو زکوٰۃ کا مستحق نہیں تھا تو آپ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔

دعوتِ اسلامی کو جو اِمداد تقسیم کرنے کے لیے مِل رہی ہے اور اس میں زکوٰۃ کا نہیں بتایا جا رہا تو ظاہر ہے وہ سب میں بِلا تفریق تقسیم کی جا رہی ہے، اور بالخصوص اِسی میں سے ساداتِ کِرام کا حصہ بھی الگ کیا جا رہا ہے۔ اگر آپ نہیں بتائیں گے کہ یہ زکوٰۃ ہے اور وہ کسی سَیِّد صاحب کے پاس چلا جائے گا تو آپ کی زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی کیونکہ اگر سَیِّد صاحب غریب بھی ہوں تب بھی ان کو زکوٰۃ کی رقم نہیں دی جاسکتی بلکہ صرف سَیِّد ہی نہیں عَلَوی کو بھی زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔[1]

سَیِّد صاحب اور عَلَوی میں فرق

سادات اور عَلَوی میں یہ فرق ہے کہ سادات صرف حضرتِ سَیِّدَتُنا بی بی فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی اولاد کو کہتے ہیں اور حضرتِ سَیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ نے بی بی فاطمہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کے وصال کے بعد جو نکاح فرمائے ان سے پیدا ہونے والی اولاد علوی کہلاتی ہیں۔

(**امیرِ اہلِ سُنَّت** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے قریب بیٹھے ہوئے مفتی صاحب نے فرمایا:) پانچ خاندان ہیں جنہیں زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی: حضرتِ سَیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد، حضرتِ سَیِّدُنا عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد، حضرتِ سَیِّدُنا حارث رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد، حضرتِ سَیِّدُنا عقیل رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد اور حضرتِ سَیِّدُنا جعفر طیار رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی اولاد۔ ان پانچ

1 ...... فتاویٰ ہندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ۱/۱۸۹۔ بہارِ شریعت، ۱/۹۳۱، حصہ: ۵ ماخوذاً۔

حضرات کی اولاد کو بنوہاشم کہا جاتا ہے۔ ابولہب اگرچہ بنوہاشم سے تھا چونکہ یہ مسلمان نہیں ہوا تھا لہٰذا اس کی اولاد بنوہاشم میں شمار نہیں ہوتی۔ (1)

کیا بیوہ عورت پر بھی اپنے مال سے زکوٰۃ نکالنا فرض ہے؟

سُوال: ایک بیوہ عورت کو کسی نے گھر خریدنے کے لیے چار لاکھ روپے دیئے، اگر اُس رقم پر ایک سال گزر جائے تو کیا اس کی زکوٰۃ دینا ہوگی؟ (SMS کے ذریعے سوال)

جواب: چار لاکھ روپے بیوہ عورت کی مِلک میں آچکے ہیں لہٰذا اگر یہ رقم حاجت سے زائد ہے تو اس پر زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ بعض لوگوں پر زکوٰۃ نکالنا فرض ہوتا ہے اور وہ یہ سوچ کر زکوٰۃ نہیں نکالتے کہ گھر میں جوان بیٹی بیٹھی ہوئی ہے لہٰذا جب اِس کے فرض یعنی شادی وغیرہ سے فارغ ہو جاؤں پھر زکوٰۃ دوں گا۔ حالانکہ جب زکوٰۃ فرض ہوگئی تو بھلے جوان بیٹی گھر میں بیٹھی رہے زکوٰۃ دینی ہوگی۔ اِسی طرح اگر کسی نے غوثِ پاک کی نیاز کے لیے پیسے جمع کیے اور زکوٰۃ نکالنے کا وقت آگیا تو ان کی بھی زکوٰۃ دینی ہوگی (جبکہ وہ صاحبِ نِصاب ہو اور دیگر شرائطِ زکوٰۃ پائی جائیں۔)

اِیثار کیسے کریں؟

سُوال: درمیانے طبقے کے انسان کو تنگدستی کا خوف زِیادہ محسوس ہوتا ہے، یہ ایثار کرتے ہوئے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح کیسے دے؟

جواب: ایثار کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ جو کچھ ہو سب دیدے اور کنگال ہو جائے ایثار یہ ہے کہ میں اپنی کوئی پسندیدہ چیز جیسے قَلَم جو مجھے پسند ہو وہ میں ایسے شخص کو دیدوں جس کو اس کی ضرورت ہے یہ ایثار کہلائے گا۔ اِسی طرح چند لوگ کھانا کھا رہے ہیں اور کوئی بوٹی ایسی آگئی جو اپنے کو پسند ہے تو وہ پسندیدہ بوٹی اُٹھا کر ساتھ بیٹھ کر کھانے والے کو دیدی یہ بھی ایثار ہے۔ ایسے بہت سارے مَواقع آتے ہیں کہ بندہ اپنی پسندیدہ چیز کسی کو پیش کر دے، اب وہ چیز غریب بھی دے سکتا ہے مالدار بھی دے سکتا ہے، ایسا نہیں ہے کہ صرف مالدار ہی ایثار کرے گا غریب نہیں کرے گا، اگر ایسا ہو تو ہم غریب کہاں جائیں گے؟ تو ایثار سب کے لیے ہے۔

---

1 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الزکاۃ، الباب السابع فی المصارف، ۱/۱۸۹۔ بہار شریعت، ۱/۹۳۱، حصہ ۵۔

اِیثار کی اعلیٰ ترین مثال

جنگِ یَرمُوک کے موقع پر رونما ہونے والی صحابۂ کرام رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡھُمۡ کی حِکایت ہے: ایک زخمی تڑپ رہے تھے اُنہوں نے بہت مدہم آواز میں: ''اَلْعَطَش''(یعنی پیاس) کہا تو انہیں پانی پیش کیا گیا، ابھی وہ پینے ہی والے تھے کہ برابر سے کراہتی ہوئی آواز سُنائی دی کہ ''اَلْعَطَش''تو انہوں نے آخری لمحات میں بھی ایثار کی اعلیٰ مثال قائم کرتے ہوئے فرمایا کہ پہلے اِن کو پانی دو کہ اِنہیں زیادہ طَلَب ہے! جب پانی پِلانے والا اِن کے پاس گیا ابھی وہ پانی پینے ہی والے تھے کہ ان کے کان پر بھی آواز پڑی ''اَلْعَطَش''تو انہوں نے بھی یہی فرمایا کہ اِنہیں پلاؤ کہ اِنہیں زِیادہ طَلَب ہے۔ جب پانی پلانے والا اِن کے پاس پہنچا تو وہ شہید ہو چکے تھے، پھر وہ سب سے پہلے والے کے پاس پہنچے جنہوں نے پانی طلب کیا تھا اِنہیں دیکھا تو وہ بھی دم توڑ چکے تھے یہی حال دوسرے اور تیسرے کا بھی ہوا۔[1] ان تینوں حضرات نے ایثار کی ایسی عُمدہ مِثال قائم کی کہ ایک نے دوسرے کے لیے اور دوسرے نے تیسرے کے لیے اور تیسرے نے چوتھے کے لیے ایثار کر دیا بِالآخر سارے ہی شہید ہوگئے، گویا یہ حضرات دنیا سے جاتے جاتے بھی ایثار کر کے گئے، اور ایک ہم لوگ ہیں کہ اچھا خاصا خزانہ بھرا ہونے کے باوُجود مُشکل وقت میں اپنے مسلمان بھائیوں کے لیے مَدد کرنے کے لیے تیار نہیں ہوتے بلکہ مسلمانوں کی مدد کرنے کا دل ہی نہیں کرتا۔

کبوتر اور بلی کی دوستی

سُوال: آپ دیکھ رہے ہیں کہ بلی سوئی ہوئی ہے اور کبوتر اس کو تنگ کر رہا ہے، کیا جانور بھی دوسرے جانور کو تنگ کرتے ہیں؟(ویڈیو دکھا کر سُوال کیا گیا)

جواب: اس ویڈیو میں بلی کبوتر کو نرمی سے پکڑ رہی ہے اور اسے کسی قسم کا نقصان نہیں پہنچا رہی، اس کو اپنے پنجوں سے دبوچا بھی ہے تو اتنے آرام سے کہ کبوتر کو کوئی ناخن نہ لگے اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہو، اس کے لیے بلی نے اپنی انگلیاں موڑ لی ہیں، اور کبوتر کو بھی معلوم ہے کہ یہ ہے تو مجھ سے کافی زِیادہ طاقت ور مگر حوصلے والی ہے اسی لیے کبوتر بہت آرام سے

---

[1] ...... عیون الحکایات، الحکایة الثالثة والعشرون: اِیثار عند الموت، ص ۴۹۔

اس کے پاس ہے۔ اس سے کافی کچھ سیکھنے کو ملا مثلاً ❁ کسی بھی سوتے ہوئے کو تنگ نہیں کرنا چاہیے کہ وہ اس سے پریشان ہوتا ہے۔ ❁ اگر کوئی سوتے ہوئے کو تنگ کرے تو سونے والا طاقت ور ہونے کے باوجود درگزر سے کام لے۔ ❁ یہ بھی درس مِلا کہ اگر ہم کو کوئی تنگ کرے یا گالی دے، جھاڑ جھپٹ کرے اور ہم بھی اس کو اسی طرح جھاڑ کر بھگائیں تو ہم اس جانور سے بھی برے ہوئے۔ انسانوں کو سمجھنا چاہیے کہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی رہتی ہیں درگزر کرنا چاہیے۔

کیا ڈیجیٹل تحریر کا حکم ہاتھ سے لکھی تحریر کی طرح ہے؟

سُوال: اگر اپنے واٹس ایپ اسٹیٹس پر درودِ پاک لکھ کر لگائیں یا کسی کو درودِ پاک لکھ کر بھیجیں تو جب تک وہ درودِ پاک اس کے پاس رہے گا یا ہمارے پاس واٹس ایپ اسٹیٹس پر لگا رہے گا کیا ہمیں اس کا ثواب ملتا رہے گا؟ (سائل: ابو ابراہیم نعمان عطاری، ترکی)

جواب: کتابت کا معنٰی ہے لکھنا یہ کتاب میں لکھنے کے معنٰی میں استعمال ہوتا ہے، آج کل جو ڈیجیٹل تحریریں ہوتی ہیں میں ان کو کتابت پر قیاس نہیں کر سکتا کہ آیا اس سے بھی اسی طرح ثواب ملے گا جس طرح ہاتھ سے کتابت کی صورت میں لکھنے پر ملتا ہے، پتا نہیں۔ لہٰذا وہ حدیث شریف جس میں فرمایا گیا کہ جب تک میرا نام کتاب میں لکھا رہے گا فِرِشتے لکھنے والے پر اِستغفار بھیجتے رہیں گے۔[1] اس پر موبائل یا کسی اسکرین پر لکھے ہوئے کو قیاس نہ کیا جائے۔ البتہ نیکی کی دعوت کے طور پر اگر کوئی "صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد" لکھتا ہے تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ اس کو نیکی کی دعوت کا ثواب ملے گا۔ میں بارہا کوشش کرتا ہوں کہ اپنے مختلف پیغامات میں "صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب!" (یعنی حبیب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پر درود شریف پڑھو) لکھوں اور بولوں تاکہ سامنے والا درود شریف پڑھ لے اور مجھے بھی اس کا ثواب مل جائے۔

ڈر دُور کرنے کا وظیفہ

سُوال: اگر کوئی اچانک ڈر جائے تو اُس پر کون سا وظیفہ پڑھ کر دَم کیا جائے؟ نیز اگر بچے ڈر جائیں تو اُن پر کیا دم کیا جائے؟

جواب: اگر کوئی شخص اچانک ڈر جائے تو اس پر آیۃُ الکُرسی پڑھ کر دَم کر دیں یا سورۃُ الْفَلَق اور سورۃُ النَّاس پڑھ کر دَم کر دیں، یہ دم بچوں پر بھی کر سکتے ہیں۔ نیز سوتے ہوئے ڈر لگتا ہو تو "یَا رَءُوْفُ" اور 21 مرتبہ "یَا مُتَکَبِّرُ" پڑھ کر

---

[1] ...... معجم اوسط، ۱/۴۹۷، حدیث: ۱۸۳۵۔

سو جائیں تو اِنْ شَآءَ اللہ بُرے خواب نہیں آئیں گے۔

تکبیرِ اِنتقال سے کیا مُراد ہے؟

سُوال: تکبیرِ اِنتقال سے کیا مُراد ہے؟

جواب: تکبیرِ اِنتقال کا مطلب یہ ہے کہ جب ہم قیام کی حالت میں کھڑے ہوں اور اَلْحَمْد شریف اور سورت پڑھنے کے بعد رُکوع میں جانے کے لیے جو تکبیر یعنی اللہ اکبر کہتے ہیں وہ تکبیرِ اِنتقال کہلاتی ہے یعنی ایک رُکن سے دوسرے رُکن کی طرف منتقل ہونے کی تکبیر۔ نماز شروع کرتے وقت جو سب سے پہلی تکبیر ہوتی ہے اُسے تکبیرِ تحریمہ کہتے ہیں، اِس کا نام تکبیرِ اولیٰ بھی ہے۔ اس کے علاوہ رُکوع و سجود وغیرہ میں جاتے ہوئے جو تکبیریں کہی جاتی ہیں اُنہیں تکبیرِ اِنتقال یا تکبیرِ اِنتقالات کہتے ہیں۔

کیا فرض نمازیں باقی ہوں تو نوافِل قبول نہیں ہوتے؟

سُوال: جس کے ذِمّہ فرض نمازیں ہوں کیا اُس کے نوافِل قبول نہیں ہوتے؟

جواب: جس کے ذِمّہ فرض نمازیں باقی ہوں تو اُس کے نوافِل مُعَلّق رہتے ہیں، جب وہ فرض ادا کرلیتا ہے تو نوافِل بھی قبول کر لیے جاتے ہیں۔[1] ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ پاک چاہے گا تو قیامت کے دن اُن نوافِل کو فرائض کے بدلے میں قبول کرلے گا۔[2]

کھانا کھاتے وقت سَلام کا جواب دینا کیسا؟

سُوال: کھانا کھاتے وقت ہمیں بات کرنی چاہیے یا نہیں؟ نیز اگر کوئی کھانا کھا رہا ہو اور دوسرا شخص اس کو سَلام کرے تو اسے سَلام کا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟ (سائل: ندیم، کراچی)

جواب: جو کھانا کھا رہا ہو اس کو سَلام نہ کیا جائے، اگر کسی نے سَلام کیا اور اُس نے جواب نہیں دیا تو کوئی حَرَج نہیں۔ البتہ منہ میں نوالہ نہیں ہے، کھانا چَبا کر نِگل چُکا ہے تو اب جواب دے سکتا ہے۔[3] نیز کھانا کھانے کے دوران اچھی اچھی

---

1 ...... نزہۃ القاری، ۵/ ۶۶۹۔ ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص۱۲۶ ماخوذاً۔

2 ...... حلیۃ الاولیاء، بقیۃ ترجمۃ سفیان الثوری، ۷/ ۳۷، رقم: ۹۴۹۳ ماخوذاً۔

3 ...... ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ۹/ ۶۸۵۔

باتیں کرنی چاہئیں کیونکہ جو آگ کی پوجا کرتے ہیں اُن کے مذہب میں کھانا کھانے کے دوران بات چیت کرنا منع ہے۔[1] لہٰذا اِن کی مُشابہت اور نَقّالی سے بچنے کے لئے کھانے کے دوران کچھ نہ کچھ اچھی اچھی باتیں کرلیں تو اچھا ہے مثلاً کھانے پینے کی سنتیں اور آداب بیان کر دیں۔ لیکن بُری باتیں نہیں کرنی چاہئیں مثلاً دوسروں کو پریشان کرنے والی اور دِل دُکھانے والی باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔

کیا زندہ شخص کی نماز اور روزوں کا فِدیہ دے سکتے ہیں؟

سُوال: جو لوگ فوت ہو جاتے ہیں اُن کی نماز اور روزوں کا فِدْیہ دیا جاتا ہے، کیا زندہ لوگوں کی نماز اور روزوں کا فدیہ بھی دیا جاسکتا ہے؟

جواب: جو لوگ فوت ہو گئے اور اُن پر نمازیں یا رمضان شریف کے روزے باقی تھے تو ان کی اولاد اپنے مال سے فِدْیہ ادا کر دے تو اچھی بات ہے۔[2] اور اُمید ہے کہ اللہ پاک رحمت فرمائے گا۔ جو لوگ زندہ ہوں اُن کی نمازوں کا فِدْیہ نہیں ہے انہیں نماز پڑھنی ہی ہو گی، مگر روزے کا فدیہ دینے کی صورت یہ ہے کہ ایسا بوڑھا شخص[3] جسے روزہ رکھنے کی طاقت آئے گی ہی نہیں، تو اب ایک روزے کے بدلے ایک صدقۂ فطر بطورِ فِدْیہ دیا جائے۔[4] البتہ اگر کوئی شخص گرمیوں میں روزے نہیں رکھ سکتا مگر سردیوں میں رکھ لے گا تو پھر فِدْیہ نہیں دے سکتا بلکہ سردیوں میں اُن روزوں کی قضا کرنی ہو گی۔[5] اسی طرح اگر کوئی شخص اِتنا ضعیف اور کمزور تھا کہ نہ گرمیوں میں

---

1 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی عشر فی الھدایا والضیافات، ۵/۳۴۵۔

2 ...... بہارِ شریعت، ۱/۹۹۰، حصہ:۵ ماخوذاً۔

3 ...... "شیخ فانی" یعنی وہ معمر بزرگ جن کی عمر ایسی ہو گئی کہ اب وہ روز بروز کمزور ہی ہوتے جائیں گے، جب وہ روزہ رکھنے سے عاجز (یعنی مجبور و بے بس) ہو جائیں یعنی نہ اب رکھ سکتے ہیں نہ آیندہ روزے کی طاقت آنے کی اُمید ہے، اُنہیں اب روزہ نہ رکھنے کی اِجازت ہے لہٰذا ہر روزے کے بدلے میں "فدیہ" یعنی دونوں وقت ایک مسکین کو بھر پیٹ کھانا کھلانا اُن پر واجب ہے یا ہر روزے کے بدلے ایک صَدَقۂ فِطْر کی مقدار مسکین کو دے دیں۔ (بہارِ شریعت، حصہ:۵، ۱/۱۰۰۶۔ درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم، ۳/۴۷۱-۴۷۲ ماخوذاً)

4 ...... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ۳/۴۷۱۔ بہارِ شریعت، ۱/۱۰۰۶، حصہ:۵۔

5 ...... درمختار مع ردالمحتار، کتاب الصوم، فصل فی العوارض، ۳/۴۷۲۔

روزہ رکھ سکتا تھا نہ سَردیوں میں، پھر اُس نے فِدْیہ بھی ادا کر دیا اور بعد میں اس شخص میں روزہ رکھنے کی طاقت آگئی تو اب روزوں کی قضا کرنا فرض ہے اور جو فِدیہ دیا تھا وہ نفل و خیرات ہو گیا۔[1]

سنتیں پڑھنے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جائے تو کیا دوبارہ سنتیں پڑھے؟

سُوال: سنتیں پڑھنے کے بعد اگر وضو ٹوٹ جائے تو وضو کرنے کے بعد دوبارہ وہ سنتیں پڑھنی ہوں گی یا وہی سنتیں کافی ہیں؟(سائل: خالد محمود عطاری، قصور پنجاب)

جواب: وہ سنتیں کافی ہیں۔

زَوال کا وقت کون کونسا ہوتا ہے؟

سُوال: زَوال کا وقت کون کونسا ہوتا ہے؟

جواب: دن بھر میں زَوال کا وقت ایک ہی بار ہوتا ہے۔ زَوال کے معنٰی ہے Down ہو جانا، جب سُورج ڈھلنا شروع ہوتا ہے تو اُس وقت کو زَوال بولتے ہیں۔ زَوال ہوتے ہی ظُہر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔[2] لیکن جب سُورج سر پر ہوتا ہے بعض لوگ اس کو بھی زَوال بولتے ہیں حالانکہ یہ زَوال کا وقت نہیں ہے۔ نیز جب سورج بیچ سر پر آتا ہے تو اِس وقت کوئی نماز نہیں پڑھنی ہوتی، اس وقت کو نِصفُ النِّہار شرعی یا ضَحوۂ کُبریٰ بولتے ہیں۔

حضرتِ سَیِّدُنا علی اور حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ کا نِکاح کس مہینے میں ہُوا؟

سُوال: حضرتِ سَیِّدُنا علیُّ المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمۃُ الزّہراء رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کا نِکاح کس مہینے میں ہوا؟

جواب: صَفَرُ الْمُظَفَّر کے مہینے میں ہوا تھا۔[3] نَعُوْذُ بِاللہ جو لوگ اس مہینے کو مَنحوس سمجھتے اور اس میں شادیاں نہیں کرتے اُنہیں سوچنا چاہئے کہ ماہِ صَفَر منحوس نہیں ہے اور نہ ہی کوئی تاریخ مَنحوس ہے۔

---

1 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الصوم، الباب الخامس فی الاعذار التی تبیح الافطار، ۱/۲۰۷۔

2 ...... فتاویٰ ھندیۃ، کتاب الصلوۃ، الباب الاول فی المواقیت... الخ، الفصل الاول فی اوقات الصلوۃ، ۱/۵۱۔

3 ...... الکامل فی التاریخ، سنۃ الثانیۃ من الھجرۃ، ۲/۱۲۔

"میں صبح سے آپ کا کلمہ پڑھ رہا ہوں" کہنا کیسا؟

سُوال: کوئی شخص ملاقات کرکے یہ کہے: "میں صبح سے آپ کا کلمہ پڑھ رہا ہوں" یعنی آپ کو صبح سے یاد کر رہا ہوں، تو کیا شرعی حکم ہو گا؟

جواب: اس طرح کے جُملے بولے جاتے ہیں کہ صبح سے آپ کے نام کی تسبیح پڑھ رہا ہوں یا صبح سے آپ کا کلمہ پڑھ رہا ہوں حالانکہ ایسے جملے بولنے سے گریز کرنا چاہیے۔ لیکن یہاں پر کلمہ سے مراد وہ کلمہ نہیں جو توحید و رِسالت کی گواہی کے طور پر ہوتا ہے، اِس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ میں مُسلسل آپ کا تذکرہ کر رہا ہوں یا کب سے آپ کو یاد کر رہا ہوں۔ بہر حال اس کو کفریہ جملہ نہیں کہا جائے گا۔

فرض کی تیسری اور چوتھی رَکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سُوال: اگر کوئی شخص فرض نماز کی تیسری یا چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھ سکا تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟

جواب: فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھ لینی چاہیے کہ یہ بہتر ہے۔ لیکن نہیں پڑھی تو نماز ہو جائے گی مگر تین مرتبہ سُبْحٰنَ الله پڑھ لینا چاہیے۔(1)

حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمہ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا کی والدہ کا کیا نام تھا؟

سُوال: سرکار صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی لاڈلی بیٹی حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمۃُ الزَّہرا رَضِیَ اللهُ عَنْهَا کی والدہ کا کیا نام تھا، اور آپ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی کتنی بیٹیاں تھیں؟

جواب: حضرتِ سَیِّدَتُنا فاطمۃ الزہراء رَضِیَ اللهُ عَنْهَا کی والدۂ ماجدہ کا نام اُمُّ الْمُؤْمِنِیْن حضرتِ سَیِّدَتُنا خدیجۃُ الکبریٰ رَضِیَ اللهُ عَنْهَا تھا۔ نیز پیارے آقا صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی چار بیٹیاں تھیں۔(2)

---

1. نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں افضل سورۂ فاتحہ پڑھنا ہے اور سُبْحٰنَ الله کہنا بھی جائز ہے اور بقدرِ تین تسبیح کے چُپکا کھڑا رہا تو بھی نماز ہو جائے گی، مگر سکوت نہ چاہیے۔ (بہار شریعت، ۱/۵۳۱، حصہ:۳)
2. سیرۃ النبویۃ لابن ھشام، حدیث تزویج رسول الله صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم خدیجۃ، اولادہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم من خدیجۃ رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهَا، ص۷۷۔ اسد الغابۃ، کتاب النساء، خدیجۃ بنت خولید، ۷/۹۱۔

فہرست

ماخذ و مراجع

قرآنِ مجید	کلامِ الٰہی	****
کتاب کا نام	**مصنف / مؤلف / متوفیٰ**	**مطبوعات**
کنز الایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ١٣٤٠ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣٢ھ
بخاری	امام ابو عبدُ اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ٢٥٦ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤١٩ھ
شعب الایمان	امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ٤٥٨ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤٢١ھ
جامع صغیر	امام ابو الفضل جلال الدین عبد الرحمن بن ابو بکر سیوطی، متوفی ٩١١ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤٢٥ھ
معجم اوسط	امام ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ٣٦٠ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت ١٤٢٢ھ
نزھۃ القاری	علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی، متوفی ١٤٢٠ھ	فرید بک سٹال لاہور
مراٰۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ١٣٩١ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز
سیرۃ النبویۃ لابن ھشام	ابو محمد عبد الملک بن ہشام، متوفی ٢١٣ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابو نعیم احمد بن عبدُ اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ٤٣٠ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت ١٤١٩ھ
موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا	امام عبدُ اللہ بن محمد ابو بکر بن ابی الدنیا، متوفی ٢٨١ھ	المکتبۃ العصریۃ بیروت ١٤٢٦ھ
درمختار	علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی، متوفی ١٠٨٨ھ	دار المعرفۃ بیروت ١٤٢٠ھ
ردالمحتار	سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ١٢٥٢ھ	دار المعرفۃ بیروت ١٤٢٠ھ
بدائع الصنائع	علاء الدین ابو بکر بن مسعود الکسانی، متوفی ٥٨٧ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
فتاویٰ ھندیۃ	ملا نظام الدین، متوفی ١١٦١، وعلمائے ہند	دار الفکر بیروت ١٤١١ھ
الکامل فی التاریخ	امام ابو الحسن علی بن محمد، متوفی ٦٣٠ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
اسد الغابۃ	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ٨٥٢ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
عیون الحکایات	امام ابو الفرج عبد الرحمن بن علی الجوزی، متوفی ٥٩٧ھ	دار الکتب العلمیۃ بیروت
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ١٣٤٠ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور ١٤٢٧ھ
بہارِ شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ١٣٦٧ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٢٩ھ
اسلامی زندگی	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ١٣٩١ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی ١٤٣١ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نیک نمازی بننے کیلئے

ہر جمعرات بعد نمازِ مغرب آپ کے یہاں ہونے والے **دعوتِ اسلامی** کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں رضائے الٰہی کے لیے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ ساری رات شرکت فرمایئے ❁ سنّتوں کی تربیت کے لیے **مدنی قافلے** میں عاشقانِ رسول کے ساتھ ہر ماہ تین دن سفر اور ❁ روزانہ ''غور و فکر'' کے ذریعے **مدنی انعامات** کا رسالہ پُر کر کے ہر اسلامی ماہ کی پہلی تاریخ اپنے یہاں کے ذمے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے۔

میرا مدنی مقصد: ''مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے۔'' اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔ اپنی اصلاح کے لیے ''**مدنی انعامات**'' پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کے لیے ''**مدنی قافلوں**'' میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ۔



ISBN 978-969-631-642-8
0125728

DAWAT-E-ISLAMI

فیضانِ مدینہ محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Web: www.maktabatulmadinah.com / www.dawateislami.net
Email: feedback@maktabatulmadinah.com / ilmia@dawateislami.net